1 معاشی صورتحال

1.1 عمومی جائزہ

مالی سال 2007ء میں پاکستانی معیشت کی نمو ایشیا کی تیز ترین شرح ہائے نمو میں سے ایک تھی۔ حقیقی خام ملکی پیداوار کی نمو بڑھ کر 7 فیصد ہوگئی جو صرف چین اور بھارت سے کم تھی۔ یہ مسلسل تیسرا سال تھا جب حقیقی سرمایہ کاری میں اضافے کے باعث معاشی نمو میں تیزی رہی۔ اب یہ نمو جو چند سال قبل محض اخراجات میں اضافے کی وجہ سے ہو رہی تھی بہترین معاشی پالیسیوں کے طفیل ایک ایسی پائیدار معاشی نمو میں بدل چکی ہے جس میں سرمایہ کاری کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ اب جبکہ سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کا تناسب 23 فیصد کی ریکارڈ سطح پر ہے اور اس کے ساتھ ملکی نجی سرمایہ کاری اور ریکارڈ مقدار میں غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری بھی ہو رہی ہے، اس بات کے بہت اچھے امکانات ہیں کہ آئندہ برسوں میں ملک بلند نمو کے راستے پر گامزن رہے گا۔

نمو اور سرمایہ کاری کے علاوہ کئی دیگر کلیدی کلی معاشی متغیرات میں بھی مالی سال 2007ء میں پچھلے برس کی نسبت خاصی بہتری دیکھنے میں آئی ہے۔ جی ڈی پی کے تناسب کے لحاظ سے قومی بچت میں اضافہ ہوا، بیرونی قرضوں کے بوجھ میں کمی آئی اور مجموعی محاصل بڑھے جبکہ بجٹ خسارہ گذشتہ برس کی طرح جی ڈی پی کے 4.3 فیصد کے برابر رہا (دیکھئے جدول 1.1)۔ لیکن اب بھی کچھ معاشی دشواریاں ایسی ہیں جو پورے طور سے ختم نہیں ہوئیں۔ جیسے مالی سال 2007ء میں جاری حسابات کا خسارہ مزید بڑھ گیا، ٹیکس اور جی ڈی پی کا تناسب ابھی تک بہت کم ہے اور گرانی مسلسل زیادہ ہے اگرچہ اس میں مالی سال 2007ء میں بہت تھوڑی سی کمی ہوئی ہے۔

شکل 1.1 حقیقی جی ڈی پی نمو کا رجحان

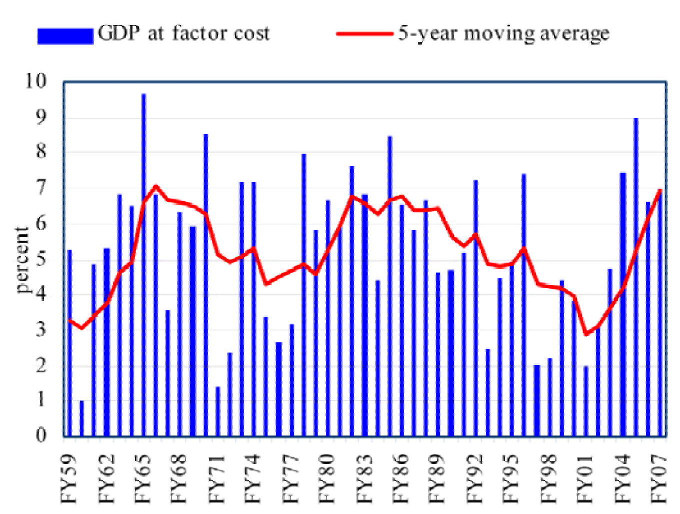

مالی سال 2007ء کی معاشی کارکردگی کی بنا پر حقیقی جی ڈی پی کی شرح کا پانچ سالہ اوسط تقریباً 7 فیصد تک پہنچ گیا (دیکھئے شکل 1.1)۔ پچھلی بار اتنی زیادہ نمو مالی سال 1979ء اور 1983ء کے درمیان دیکھنے میں آئی تھی جب غربت میں نمایاں کمی ہوئی تھی اور اس بات کے شواہد ہیں کہ موجودہ پائیدار نمو کے بھی اسی طرح کے اثرات مرتب ہو رہے ہیں جو اُس وقت تھے۔ اس طرح پاکستان میں غربت کی بلند شرحوں کے پیش نظر یہ بات بڑی اہم ہے کہ معاشی نمو کی شرحیں وسط سے طویل مدت کے دوران زیادہ سے زیادہ رہیں۔ یہ ہدف مشکل ہے خصوصاً اس لیے کہ حالیہ برسوں میں اوسط سے زائد شرح نمو سے معیشت کی پیداواری گنجائش پر دباؤ پڑا ہے جو کلی معاشی اظہاریوں سے ظاہر ہے جیسے گرانی کا روز افزوں دباؤ، بیرونی حسابات کا بڑھتا ہوا خسارہ وغیرہ۔ یہ بات واضح ہے کہ اگر معیشت کو معمول سے زیادہ کی شرحوں پر نمو کرنا ہے تو اس سے معاشی عدم توازن کے مسائل بھی پیدا ہوں گے جن سے نمٹنے کے لیے مناسب کلی معاشی پالیسیوں اور اقدامات کی ضرورت ہوگی۔ ان کے ساتھ ساتھ مختلف شعبوں کی مدد کے لیے بھی پالیسیاں درکار ہوں گی تاکہ نمو کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا جا سکے اور معیشت کی نمو کی بنیاد کو وسیع کیا جا سکے۔

ملکی گرانی کا قابو میں لانا ایک اہم مسئلہ ہے۔ مالی سال 2007ء کے دوران غیر غذائی گرانی میں کمی سے پتہ چلتا ہے کہ زری پالیسی گرانی کے طلبی دباؤ کو قابو کرنے میں کامیاب رہی لیکن غذائی گرانی میں غیر متوقع اضافے[1]، توسیعی مالیاتی پالیسی جس کا اظہار مرکزی بینک سے حکومتی قرض گیری کے سال بھر جاری رہنے والے سلسلے سے ہوتا ہے اور معیشت کے

[1] غذائی گرانی کا مجموعی گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت پر اثر اس حقیقت سے معلوم ہوسکتا ہے کہ مالی سال 2007ء میں گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 7.8 فیصد تھی، جو 6.5 فیصد کے ہدف سے خاصی زیادہ ہے، حالانکہ غیر غذائی گرانی جولائی 2006ء میں 7.7 فیصد سال بسال سے گر کر مئی 2007ء میں 4.2 فیصد سال بسال ہوگئی جو تین سال کے عرصے کی سب سے کم سطح ہے۔

اہم شعبوں (ٹیکسٹائل اور برآمدات) میں رعایتی نو مالکاری کی وجہ سے سخت زری پالیسی کا اثر زائل ہوگیا۔ ان کے علاوہ مالی سال 2007ء کے آخری مہینوں میں بیرونی وصولیوں کی وجہ سے زری نمو بھی تیزی سے بڑھی۔

جدول 1.1: چنیدہ کلی معاشی اشاریے

	مالی سال 2003ء	مالی سال 2004ء	مالی سال 2005ء	مالی سال 2006ء	مالی سال 2007ء: ہدف	مالی سال 2007ء: اصل
			فیصد			
حقیقی جی ڈی پی (فیکٹر کاسٹ پر)[1]	4.7	7.5	9.0	6.6	7.0	7.0
زراعت	4.1	2.4	6.5	1.6	4.5	5.0
بڑی فصلیں	6.8	1.7	17.7	-4.1	4.3	7.6
اشیا سازی	6.9	14.0	15.5	10.0	11.0	8.4
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	7.2	18.1	19.9	10.7	13.0	8.8
شعبہ خدمات	5.2	5.8	8.5	9.6	7.1	8.0
صارف اشاریہ قیمت (مالی سال 2001ء= 100)	3.1	4.6	9.3	7.9	6.5	7.8
حساس اشاریہ قیمت (مالی سال 2001ء= 100)	3.8	6.0	11.0	7.8	-	9.4
زری اثاثے (زر2)	18.0	19.6	19.3	15.1	13.5	19.3
نجی شعبے کے قرضے	21.5	34.3	34.4	23.5	-	17.3
برآمدات (ایف او بی)	22.2	10.3	16.9	14.3	13.1	3.4
درآمدات (سی آئی ایف)	18.2	27.6	32.1	38.8	-2.0	6.9
سرکاری سیال زر مبادلہ کے ذخائر (ملین ڈالر)[2]	9,997	11,117	10,487	11,471	-	14,070
			جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر			
مجموعی سرمایہ کاری	16.8	16.6	19.1	21.8	21.5	23.0
قومی بچت	20.6	17.9	17.5	17.2	17.2	18.0
ٹیکس محاصل	10.0	9.8	9.7	9.9	10.2	10.2
مجموعی محاصل	14.8	14.1	13.8	14.2	13.2	14.9
بجٹ اخراجات	18.4	16.4	17.2	18.5	17.5	19.2
بجٹ خسارہ	3.6	2.3	3.3	4.3	4.2	4.3
جاری حسابات کا توازن (بشمول سرکاری ٹرانسفرز)	4.9	1.9	-1.4	-3.9	-	-4.9
ملکی قرضہ	38.4	35.1	32.4	30.2	-	29.8
غیر ملکی قرضہ	39.0	34.4	31.3	28.3	-	26.8
نمایاں واجبات	2.5	2.0	1.7	1.3	-	1.0
مجموعی قرضہ (بشمول نمایاں واجبات)	77.6	69.4	64.3	58.8	-	56.7

[1] مالی سال 2007ء کے دوران جی ڈی پی میں شعبہ جاتی حصے یوں تھے: زراعت (20.9 فیصد)، صنعت (25.8 فیصد) اور خدمات (53.3 فیصد)۔

[2] زر مبادلہ کے ذخائر میں ایف ای 25 ڈپازٹس پر مطلوبہ نقد محفوظ / لازمی شرح سیالیت شامل ہے۔

نوٹ: اہداف مالی سال 2007ء کے سالانہ پلان، تجارتی پالیسی اور سالانہ بجٹ بیان پر مبنی ہیں۔

پچھلے کئی برسوں میں آمدنی کی نمو میں مسلسل اضافے سے نہ صرف سرمایہ کاری کی طلب میں بلکہ اخراجات میں بھی کچھ ساختی تبدیلیاں آئی ہیں۔ معیاری مصنوعات کی طلب بڑھتی جا

رہی ہے جس سے معیشت میں گرانی کے دباؤ میں مزید اضافہ ہورہا ہے۔ اس ساختی تبدیلی سے معیشت کے بعض ایسے پہلو اجاگر ہورہے ہیں جو جزوی اور کلی معاشیات کے باہمی تعلق کو ظاہر کرتے ہیں اور جن کے تجزیے سے ترقی پذیر ملکوں میں غذائی گرانی کے اسباب سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے اور جو ان حالات میں زری نظم وضبط کی اہمیت اجاگر کرتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک مثال دودھ کے نرخوں کی ہے جن کا طلب کی وجہ سے گرانی پر بہت اثر مرتب ہوتا ہے۔ زیادہ صحت بخش اور ڈبہ بند دودھ کی طلب میں اضافے نے دودھ کی قیمتیں بڑھادی ہیں اور ان قیمتوں میں عالمی سطح پر بھی اضافہ ہوا ہے۔

مندرجہ بالا منظر نامے میں اگرچہ گرانی میں سب سے بڑا حصہ غذائی اشیا کی بڑھتی ہوئی مہنگائی کا ہے تاہم زری نظم وضبط بہرحال اہمیت رکھتا ہے۔ اگرچہ غذائی گرانی کو قابو کرنے میں پیداکاروں اور تقسیم کاروں کی ملی بھگت کو توڑنے والے انتظامی اقدامات اور پالیسیاں عموماً زیادہ مؤثر ہوتی ہیں تاہم سخت زری پالیسی بھی گرانی کی توقعات کو قابو میں رکھتی ہے اور غذائی مہنگائی کو معیشت کے دیگر شعبوں میں پھیلنے سے روکتی ہے۔

مالی سال 2007ء کے دوران زری مجموعوں میں غیر معمولی اضافے کے پیش نظر سخت زری موقف رکھنا اور بھی ضروری ہے۔ سال کے دوران زر2 کی نمو 19.3 فیصد ہوئی جو سالانہ ہدف سے 5.3 فیصدی درجے زیادہ ہے۔ زر وسیع کی نمو میں تیزی (خصوصاً مالی سال 2007ء کے آخری مہینے میں) کی بنا پر آنے والے دنوں میں طلب کے دباؤ میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے جو پہلے ہی مالی سال 2007ء کے اواخر میں نظر آنا شروع ہوگیا تھا۔ گرانی کے دباؤ کا اندازہ کور گرانی کے دو پیمانوں سے بخوبی ہوسکتا ہے جو مئی 2007ء میں اپنی کمترین سطح پر تھے۔ غیر غذائی غیر توانائی کور گرانی مئی 2007ء میں 5.2 فیصد تک پہنچنے کے بعد اگست 2007ء میں بڑھ کر 6.0 فیصد ہوگئی۔ اسی طرح تراشیدہ اوسط کور گرانی مئی 2007ء میں 6.2 فیصد (سال بسال) کی سطح تک گرنے کے بعد اگست 2007ء میں بڑھ کر 6.7 فیصد ہوگئی۔ اسی حوالے سے اسٹیٹ بینک نے جولائی 2007ء میں اپنے زری پالیسی فریم ورک میں اہم تبدیلیاں کیں اور یکم اگست 2007ء سے پالیسی ریٹ 50 بیسس پوائنٹ بڑھادیا۔ اس کے ساتھ زرِ بنیادی کی نمو کو کم کرنے کے لیے غیر زری اقدامات بھی کیے۔ اسٹیٹ بینک نے (نو مالکاری کی فراہمی گھٹا کر) برآمدات کے لیے رعایتی مالکاری کے زری نمو پر اثرات کو محدود کرنے کی کوشش کی اور پہلی مرتبہ حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ مرکزی بینک سے قرض گیری کو محدود کرے۔

دوسری طرف موجودہ توسیعی مالیاتی پالیسی ایک مخمصے سے دوچار کرتی ہے۔ ایک طرف تو حالیہ برسوں میں ہونے والا مالیاتی خسارہ ترقیاتی اخراجات خصوصاً انفرااسٹرکچر پر ہونے والے خرچ کی وجہ سے ہوا جو بہت ضروری ہے اگر معیشت میں نمو کو برقرار رکھنا ہے۔ دوسری جانب ٹیکس اصلاحات اب تک ٹیکس کی بنیاد کو زیادہ وسیع کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکی ہیں گو کہ موجودہ ٹیکس بنیاد سے معاشی استحکام اور ان اصلاحات کی وجہ سے محاصل میں اضافہ ضرور ہوا ہے۔ اس مخمصے سے چھٹکارا اس طرح ہوسکتا ہے کہ سرکاری سرمایہ کاری کو اعلیٰ ترجیحی شعبوں اور عوامی اشیا تک محدود کردیا جائے اور انفرااسٹرکچر کی تشکیل کے لیے نجی وسرکاری شراکت داری کی حوصلہ افزائی کی جائے، اور ٹیکس وصول کرنے پر زور دینے کے بجائے ٹیکس کی بنیاد وسیع کرنے پر زور دیا جائے۔ مؤخر الذکر حوالے سے زراعت اور خدمات کے شعبوں کا ایک بڑا حصہ جو جی ڈی پی کے دو تہائی کا احاطہ کرتا ہے، زیادہ تر بلاواسطہ ٹیکسوں کے جال سے باہر ہے۔ یہ سلسلہ تادیر نہیں چل سکتا۔

انفرااسٹرکچر کی تشکیل میں نجی شعبے کی سرگرمیوں میں اضافہ ممکن نہ ہوگا جب تک ملکی مالیاتی منڈیاں خصوصاً قرضہ مارکیٹس ترقی یافتہ نہ ہوں۔ اگرچہ پاکستان میں قلیل مدتی سرکاری وثیقہ جات کے لیے سیال منڈی موجود ہے تاہم طویل مدتی ملکی قرضہ جات کی مارکیٹ تاحال بہت خام ہے اور کارپوریٹ قرضہ جات کا اجرا جی ڈی پی کے ایک فیصد سے بھی کم ہے۔ سرمایہ کاری کو سہارا دینے کے لیے طویل مدتی قرضہ مارکیٹ لازمی ہے اور اس سے ملکی بچت میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ بچت کا مقصد بچت ادارے (پنشن اور پراویڈنٹ فنڈ اور میوچل فنڈز وغیرہ) بنا کر حاصل کیا جاسکتا ہے۔ طویل مدتی قرضہ مارکیٹ راتوں رات نہیں بن سکتی تاہم مستقل آمدنی کے میوچل فنڈز کی صنعت کی حالیہ نمو سے اندازہ ہوتا ہے کہ بعض شعبوں میں تیز ترقی ممکن ہے۔ حکومت نے کچھ تعطل کے بعد پی آئی بی کے اجرا پھر شروع کردیے ہیں لیکن جن رقوم کی پیشکش کی گئی ہے وہ ناکافی ہیں اور ان بانڈز کے اجرا کا باقاعدہ کیلنڈر نہ ہونا بھی موزوں نرخ متعین کرنے میں رکاوٹ بن رہا ہے۔

پی آئی بی کے مناسب سائز کا اجرا اگر باقاعدہ اعلان کردہ شیڈول کے مطابق کیا جاتا رہے تو ان سے طویل مدتی رسک کے نرخوں کے مارکیٹ میں تعین کی راہ ہموار ہوسکتی ہے اور

طویل مدتی کارپوریٹ قرضہ مارکیٹ پروان چڑھ سکتی ہے۔اس سے مرکزی بینک سے قرض گیری پر حکومت کا انحصار کم ہوگا۔حکومتی قرض گیری سے اسٹیٹ بینک کی جانب سے سیالیت کے انتظام میں دشواریاں پیش آتی ہیں اور زری پالیسی کے سگنل اپنے اہداف تک صحیح طور پر نہیں پہنچ پاتے۔

جاری حسابات کا بڑھتا ہوا خسارہ جو بنیادی طور پر برآمدات کی نمو میں سستی آنے کی بنا پر ہے، کلی معاشی استحکام کے لیے ایک اور چیلنج ہے۔ مالی سال 2007ء کے اوائل میں برآمدات میں آنے والی سست رفتاری پر فوری ردعمل ظاہر کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے وہ زراعانت بڑھادیا جو برآمدی قرضہ جات میں جولائی 2006ء میں دیا گیا تھا۔بعد میں طویل مدتی رعایتی مالکاری پر سرمایہ کاروں کی مؤثر لاگت میں بھی کمی کردی گئی اور بعض قدر اضافی رکھنے والے برآمدی شعبوں میں سرمایہ کاری کی مؤثر لاگت بھی تبادلی قرضہ جات کے ذریعے گھٹادی گئی۔

تاہم جوں جوں سال گذرا یہ بات واضح ہوتی گئی کہ رعایتی قرضہ جات کی فراہمی اور برآمدات کی نمو میں کوئی خاص تعلق نہیں ہے۔اس کے علاوہ رعایتی قرضہ جات کی فراہمی نے سیالیت کے مؤثر انتظام میں بھی مشکلات پیدا کیں، زری پالیسی کے سگنل کی منتقلی کو کمزور کیا اور امانتوں میں اضافے کے لیے بینکوں کی ترغیبات کم کردیں۔ پھر مالی سال 2007ء میں برآمدات کی کارکردگی پر ایک اور نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ برآمدات میں نمو کی تمام سست رفتاری کو کمزور مسابقت سے منسوب نہیں کیا جاسکتا۔مثال کے طور پر مجموعی برآمدات میں سستی کا ایک سبب فطرت کے تغیرات بھی ہوسکتے ہیں جیسے فصلیں اچھی نہ ہونا، اور کچھ سستی یورپی یونین کے بعض مسائل کی بنا پر بھی ہوسکتی ہے یعنی اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی کا منفی اثر، یورپی یونین کی مارکیٹ تک ڈیوٹی فری رسائی سے محرومی اور یہی رسائی بنگلہ دیش اور سری لنکا کو حاصل ہوجانا اور مچھلی کی برآمدات پر پابندی۔

المختصر، اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ برآمدات کو بڑھانے کے لیے پالیسی ہونی چاہیے تاہم زیادہ فوائد اس وقت حاصل ہوں گے جب وقتی علاج کرنے کے بجائے کاروبار کرنے کی لاگت کم کرنے کی پالیسیاں لائی جائیں گی، افسر شاہی کی رکاوٹوں کو دور کیا جائے گا، توانائی اور پانی کی لاگت گھٹائی جائے گی اور معیشت میں گرانی کم کی جائے گی۔حکومت کی سکڑتی ہوئی مالیاتی گنجائش کے پیش نظر زراعانت کا سلسلہ طویل عرصے جاری نہیں رکھا جاسکتا۔ بیرونی عدم توازن کم کرنے کے لیے اصلاحات اور پالیسیوں کی ضرورت ہے جن میں مسائل کا عارضی حل ڈھونڈنے کے بجائے طویل مدتی نقطۂ نظر کو سامنے رکھا جائے۔

زراعت اور صنعت دونوں میں پیداواریت کو بڑھانا آنے والے برسوں میں معاشی امکانات کو بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے۔ ساختی مسائل کا حل اس میں ہے کہ پیداوار اور یافت کو بڑھانے کے لیے سرمایہ کاری میں اضافہ کیا جائے۔خاص طور پر زرعی شعبہ بہتری کی بہت گنجائش رکھتا ہے۔اس حوالے سے پانی کو ذخیرہ کرنے کی صلاحیت اور تقسیم کاری کا نظام بہتر بنایا جاسکتا ہے، زیادہ یافت اور کیڑوں کے خلاف مزاحمتی قوت رکھنے والی فصلیں متعارف کرائی جاسکتی ہیں، آب پاشی میں نئے طریقے (جیسے کچھ فصلوں کے لیے ڈرپ اری گیشن) لائے جاسکتے ہیں اور نہروں کی قطار بندی سمیت پانی کے انتظام کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔مشینوں کا استعمال بڑھایا جائے اور ذخیرہ کاری اور پروسیسنگ کی سہولتیں متعارف کرائی جائیں تو کٹائی کے بعد کے نقصانات کم کیے جاسکتے ہیں۔

تاہم اس بڑی تبدیلی کے لیے جو سرمایہ کاری درکار ہے وہ قرضہ جات تک رسائی کے فقدان کی وجہ سے رکی ہوئی ہے۔زرعی قرضہ جات میں زبردست بہتری کے باوجود ادارہ جاتی قرضہ جات تک رسائی تاحال غیر اطمینان بخش ہے۔مثال کے طور پر صرف سندھ میں اندازاً 2 لاکھ کاشتکاروں کے پاس پاس بک[2] نہیں۔حقیقت یہ ہے کہ حالیہ برسوں میں مالیاتی خدمات میں بہت اضافہ ہونے کے باوجود آبادی کا بڑا حصہ ابھی تک ان خدمات کے دائرے سے باہر ہے۔کم آمدنی والے گروپ کو اس دائرے میں لانے کے لیے بینکاری کی خدمات (اکاؤنٹ کھولنا، قرضہ جات تک رسائی نیز پیسے کی لین دین کے معاملات پر مشورے) فراہم کرنا ہوں گی۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ مرکزی بینک اور حکومت اس ضمن میں کوششیں کررہے ہیں تاہم ذمہ دار کارپوریٹ شہریوں کی حیثیت سے بینکاری کی صنعت کو بھی اس میں حصہ لینا ہوگا۔ پوسٹ آفس بینکاری، چھوٹے قرضے فراہم کرنے والے اداروں کی شاخیں اور غیر سرکاری انجمنیں بھی بہت کام کرسکتی ہیں۔معاشی نمو کے فوائد کو پوری معیشت میں پہنچانے کے لیے اس قسم کے اقدامات ضروری ہیں۔

[2] صوبائی محکمہ محاصل کی جاری کردہ پاس بک میں زمین کی ملکیت کی تعریف کی گئی ہے اور یہ زرعی قرضہ جات کے لیے ایک اہم ضمانتی دستاویز ہے۔

آخر میں لیبر مارکیٹ کی اصلاحات کا مرکز تحفظ دینے والی پالیسیاں نہیں ہونی چاہئیں بلکہ اس میں روزگار پیدا کرنے پر زور دیا جانا چاہیے۔تحفظ دینے والی پالیسیوں سے صرف روزگار میں آنے والوں کی تعداد کم ہوتی ہے اور روزگار کا معیار بھی گھٹ جاتا ہے یعنی ملک میں ٹھیکے داری ملازمتیں بڑھ جاتی ہیں۔لیبر مارکیٹ میں لچک ہونی چاہیے جہاں ملازمین کو رکھنا اور نکالنا آسان ہو۔اس سے کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔ملک میں ہنرمند اور قابل تربیت لیبر کی قلت پیداواریت کی نمو میں بڑی رکاوٹ ہے۔اس لیے یہ بات بڑی اہم ہے کہ پاکستان کے وافر انسانی وسائل کو پیداواری صلاحیتوں سے آراستہ کیا جائے۔اس مقصد کے لیے پرائمری سطح کی تعلیم تک رسائی کو بہتر بنانا، ثانوی سطح پر تعلیم چھوڑنے والوں کی شرح میں کمی لانے کی پالیسیوں اور پیشہ ورانہ تربیت کے مواقع بڑھانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

1.2 مستقبل پر نظر: اہم پیشگوئیاں

اب تک دستیاب اعداد و شمار کی روشنی میں کی گئی اسٹیٹ بینک کی پیشگوئیوں کے مطابق پاکستان کی معیشت مالی سال 2008ء میں بھی پائیدار نمو کا مظاہرہ کرے گی۔مزید برآں یہ نمو وسیع البنیاد بھی ہوگی جس میں زراعت اور خدمات کے شعبے نمایاں کردار ادا کریں گے۔

علاوہ ازیں زری پالیسی میں سختی سے طلب کا دباؤ کم ہونے کی امید ہے اور توقع ہے کہ زری نمو بھی اس علامتی ہدف کے اندر رہے گی جس کا اعلان جولائی تا دسمبر 2008ء کے زری پالیسی بیان میں کیا گیا تھا۔

مالی سال 2008ء میں زری پالیسی فریم ورک میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں ان کے نتیجے میں زر کے پھیلاؤ میں سست روی متوقع ہے جو نجی شعبے کے قرضہ جات کی نسبتاً معتدل نمو، اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری میں کمی اور بینکاری نظام کے خالص غیر ملکی اثاثہ جات کی سست نمو کی صورت میں دیکھنے میں آئے گی۔

جدول 1.2: اہم معاشی اشاریے

		مالی سال 2008ء	
	مالی سال 2007ء	سالانہ پلان کے اہداف	اسٹیٹ بینک کی پیشگوئیاں
نمو کی شرحیں (فیصد)			
جی ڈی پی	7.0	7.2	7.0 - 7.4
گرانی	7.8	6.5	6.0 - 7.0
زری اثاثے (زر2)☆	19.3	13.7	13.2 - 14.2
امریکی ڈالر اربوں میں			
کارکنوں کی ترسیلات	5.5	5.8	6.0 - 6.5
برآمدات (ایف او بی - بی او پی اعداد و شمار)	17.1	18.9	18.3
درآمدات (ایف او بی - بی او پی اعداد و شمار)	27.0	29.6	28.9
برآمدات (ایف او بی - کسٹم اعداد و شمار)	17.0	19.2	19.2
درآمدات (سی آئی ایف - کسٹم اعداد و شمار)	30.5	32.3	32.3
جی ڈی پی کی فیصد			
مالیاتی خسارہ☆☆	4.3	4.0	4.0
جاری حسابات کا خسارہ	5.3	5.0	4.8

☆ زر2 کی نمو کے ہدف کا اعلان جولائی تا دسمبر 2007ء کے زری پالیسی بیان میں کیا گیا تھا۔

☆☆ مالی سال 2008ء کے میزانیے کے تخمینے

توقع ہے کہ مالی سال 2008ء میں ملکی گرانی سالانہ ہدف کے قریب رہے گی۔تاہم گرانی کے حوالے سے جو اہم خطرات لاحق ہیں وہ یہ ہیں:

(1) توانائی کے بڑھتے ہوئے عالمی نرخ: مالی سال 2007ء کے دوران ملکی معیشت جزوی طور پر توانائی کی قیمتوں میں عالمی اضافے سے بچی رہی جس کا سبب حکومت کا یہ فیصلہ تھا کہ ایندھن کے نرخوں میں اضافہ صارفین کو منتقل نہ کیا جائے۔اگر توانائی کی قیمتیں اور بڑھتی ہیں تو یہ پالیسی مستقلاً نہیں چل سکے گی۔

(2) غذائی گرانی: بین الاقوامی قیمتوں سے اہم غذائی اشیا کے نرخ متاثر ہونا شروع ہو گئے ہیں اور اگر مالی سال 2008ء میں فصلیں توقعات سے کم ہوئیں تو صورتحال مزید بگڑ سکتی ہے۔علاوہ ازیں مالی سال 2008ء میں گنے کی فصل بہت اچھی ہونے کی امید ہے مگر اس کے نتیجے میں گنے کی قیمتوں میں ہونے والی کمی اور کاشتکاروں اور شوگر ملز کے درمیان نرخوں کے تنازع سے شکر کی پیداوار میں تاخیر ہو سکتی ہے۔چونکہ نومبر 2007ء تک شکر کے موجودہ ذخائر ختم ہو سکتے ہیں اس لیے اس قسم کی تاخیر سے شکر مہنگی ہو سکتی ہے۔تاہم انتظامی اقدامات (جیسے یوٹیلیٹی اسٹورز کی تعداد میں اضافہ کرنا) اور بڑی مقدار میں درآمدات سے مختصر مدتی قلت کے اثرات کسی حد تک کم ہو سکتے ہیں۔ایک بین الوزارتی ٹاسک فورس نے پاکستان میں غذائی گرانی کم کرنے کے لیے بہت سی سفارشات کی ہیں (دیکھئے باکس 1.1)۔

آخر میں یہ کہ مالی سال 2008ء میں درآمدات کی نمو میں مزید سستی، برآمدات کی نمو میں معمولی بہتری اور اس کے ساتھ ترسیلات میں اضافہ جاری حسابات کے خسارے کو بہتر بنائے گا۔ اگرچہ مطلق اعتبار سے یہ خسارہ مالی سال 2007ء سے زیادہ ہوگا تاہم جی ڈی پی سے تناسب کے لحاظ سے اس میں کمی کی امید ہے۔

1.3 خلاصہ

1.3.1 معاشی نمو، بچت اور سرمایہ کاری

مالی سال 2007ء کے دوران پاکستان کی معیشت کسی قدر بحال ہوئی اور حقیقی جی ڈی پی کی نمو 7.0 فیصد کے ہدف تک پہنچ گئی جبکہ مالی سال 2006ء میں 6.6 فیصد نمو ہوئی تھی۔ یہ مسلسل چوتھا سال ہے کہ معیشت میں پائیدار اور بلند نمو ہوئی ہے اور مالی سال 2003ء تا 2007ء کے عرصے میں اوسط سالانہ نمو بڑھ کر 7.0 فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ خدمات کے شعبے کی مسلسل اچھی کارکردگی نے مالی سال 2007ء کی اس نمو میں سب سے اہم کردار ادا کیا۔ زراعت اور صنعت میں بھی نمو پچھلے سال کے مقابلے میں بہتر ہوئی۔

مجموعی طلب کے تفصیلی جائزے سے ایک حوصلہ افزا منظر نامہ سامنے آتا ہے۔ اولاً، حقیقی نجی اخراجات میں نمو مستحکم رہی جو مالی سال 2006ء کے دوران 3.3 فیصد سے بڑھ کر 4.1 فیصد ہوگئی۔ ثانیاً (جو زیادہ اہم بات ہے) حقیقی سرمایہ کاری میں مسلسل تیسرے سال دس فیصد سے زیادہ کا اضافہ ہوا اور اس میں شرح نمو غیر ملکی براہ راست سرمائے کی آمد اور پی ایس ڈی پی کے ذریعے سرکاری سرمایہ کاری میں تیزی کی بدولت مالی سال 2007ء میں 20.6 فیصد تک پہنچ گئی۔ سرکاری اور نجی سرمایہ کاری میں اضافے کی بنا پر سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کے مابین تناسب مالی سال 2007ء میں 23.0 فیصد کی ریکارڈ سطح تک پہنچ گیا۔

زراعت

زراعت کی نمو میں مالی سال 2007ء میں تیزی سے بحالی دیکھنے میں آئی جس کا بنیادی سبب فصلوں کے ذیلی شعبے کی خاصی بہتر کارکردگی تھی جس نے گلہ بانی کے ذیلی شعبے کی نمو میں کمی کے اثر کی تلافی کر دی۔ بقیہ ذیلی شعبوں کا زراعت کی مجموعی نمو میں زیادہ کردار نہیں رہا۔

فصلوں کی قدر اضافی میں تیزی سے ہونے والا اضافہ زیادہ تر تین اہم فصلوں یعنی گندم، گنے اور چنے کی وجہ سے تھا جن میں مالی سال 2007ء کے دوران بہت تیزی سے نمو ہوئی اور جس کی وجہ سے بقیہ دو نقد آور فصلوں (کپاس اور چاول) کی مایوس کن کارکردگی کی مناسب طور پر تلافی ہوگئی۔

گلہ بانی کے ذیلی شعبے کی نمو مالی سال 2007ء میں اتنی مضبوط رہی کہ یہ پوری ایک دہائی کی بہترین شرحوں میں سے تھی (صرف مالی سال 2006ء کی نمو اس سے زیادہ تھی)۔ مزید یہ کہ طلب میں زیادتی کی بنا پر اس شعبے میں ڈیری کی مصنوعات کی پروسیسنگ، نقل وحمل اور ذخیرہ کاری میں سرمایہ کاری بڑھ رہی ہے جو مستقبل کے نمو کے امکانات کے لیے اچھا شگون ہے۔

حالیہ برسوں میں زرعی قرضوں کی فراہمی خاصی بڑھ گئی ہے جس سے قرضہ مارکیٹ تک رسائی میں بہتری (کیونکہ بینکوں نے اس شعبے میں سرگرمیاں بہت پھیلا دی ہیں) اور مضبوط طلب (کیونکہ کاشتکاروں کو اشیا کی اچھی قیمتوں، مددگار پالیسیوں اور معقول موسم سے حوصلہ ملا) کی عکاسی ہوتی ہے۔ یہ بات مالی سال 2007ء میں بھی دیکھنے میں آئی جب یہ قرضے اپنے سالانہ ہدف سے 5.5 فیصدی درجے بڑھ کر 168.8 ارب روپے تک پہنچ گئے۔

صنعت

صنعت کے شعبے میں بھی کسی قدر بحالی ہوئی اور اس میں مالی سال 2007ء کے دوران 6.8 فیصد نمو ریکارڈ کی گئی جبکہ مالی سال 2006ء میں 5.0 فیصد نمو ہوئی تھی۔ یہ مسلسل دوسرا مالی سال تھا جب صنعتی شعبے کے نمو کے اہداف حاصل نہیں ہوئے۔ صنعتی شعبے کے اندر بلند ترین نمو تعمیرات کے ذیلی شعبے میں دیکھی گئی جس میں اضافی قدر مالی سال 2006ء کے

5.7 فیصد کے مقابلے میں بڑھ کر مالی سال 2007ء میں 17.2 فیصد ہوگئی۔ مالی سال 2007ء کی نمو نا صرف 7.0 فیصد کے ہدف سے زیادہ ہے بلکہ یہ مالی سال 1976ء سے اب تک اس ذیلی شعبے کی دوسری بلند ترین نمو بھی ہے۔

کانکنی اور معدنیات کے شعبے میں مالی سال 2007ء کے دوران 5.6 فیصد کی سال بسال نمو ہوئی جو نا صرف مالی سال 2006ء کی شرح 4.6 فیصد سے زیادہ ہے بلکہ مالی سال 2007ء کے 3.2 فیصد کے ہدف سے بھی خاصی اوپر ہے۔

بڑے پیمانے کی اشیا سازی نے مالی سال 2007ء کے دوران جی ڈی پی کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا اور اضافی قدر 8.8 فیصد بڑھ گئی جو پچھلے سال کی 10.7 فیصد نمو سے بہرحال کم ہے۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں یہ سست رفتاری بیرونی اور ملکی مجموعی طلب میں وسیع ترکمی نیز بعض صنعتوں میں گنجائش اور خام مال کی قلت کی عکاسی کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ ٹیکسٹائل کے شعبے نے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی اضافی قدر میں تقریباً ایک چوتھائی کا اضافہ کیا۔

مالی سال 2007ء میں بھی بجلی اور گیس کی تقسیم کے ذیلی شعبے میں نقصانات ریکارڈ کیے گئے۔ نتیجے کے طور پر اس ذیلی شعبے کی قدر اضافی میں شرح نمو مالی سال 2007ء میں منفی 15.2 فیصد تھی جبکہ پچھلے سال یہ شرح منفی 23.8 فیصد تھی۔

خدمات

کئی برسوں کی طرح اس سال بھی خدمات کے شعبے کی نمو ہدف سے بڑھ کر رہی۔ مالی سال 2007ء کے دوران اضافی قدر میں 8.0 فیصد کا اضافہ ہوا جو 7.1 فیصد کے ہدف سے خاصا زیادہ تھا۔ مالی سال 2007ء کا ہدف مالی سال 2006ء کی نمو 9.6 فیصد سے خاصا کم رکھا گیا تھا کیونکہ اس میں خدمات کے شعبے کے بعض ذیلی شعبوں میں متوقع سست رفتاری کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا تھا۔ لیکن دو ذیلی شعبوں مالیات و بیمہ اور سماجی اور کمیونٹی کی خدمات کی کارکردگی پیشگوئی سے خاصی بہتر ثابت ہوئی۔ مسلسل چھ برسوں سے خدمات کے شعبے کی پائیدار مضبوط نمو نے معیشت میں ساختی تبدیلی لانے میں کردار ادا کیا ہے اور مالی سال 2007ء میں جی ڈی پی کا نصف سے زیادہ حصہ خدمات کا مرہون منت ہے۔

قومی بچتیں

مالی سال 2007ء کے دوران قومی بچتوں میں شرح نمو 19.8 فیصد ہوگئی جس سے جی ڈی پی سے ان کا تناسب 18 فیصد ہوگیا جو پچھلے چار سال کی بلند ترین شرح ہے۔ بہرحال یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ مالی سال 2007ء میں اضافے کے باوجود پاکستان میں بچت اور جی ڈی پی کے درمیان تناسب دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کی نسبت کم ہے۔ نمو کی رفتار قائم رکھنے کے لیے بیرونی توازن پر دباؤ ڈالے بغیر سرمایہ کاری کے لیے رقوم لانے کی ضرورت ہے۔ یہ صرف معیشت میں بچت میں اضافے کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ پاکستان میں بچت کم ہونے کے اہم ترین اسباب میں فی کس آمدنی کم ہونا، بچت کے مناسب انفراسٹرکچر کا فقدان (خصوصاً چھوٹے شہروں اور دیہات میں) اور شرح کفالت کا بلند ہونا شامل ہیں۔

بچت کی شرح بڑھانے کے لیے بینکوں، چھوٹے قرضے دینے والے اداروں اور پوسٹل سیونگز کا جال دور دراز علاقوں تک پھیلانے کی ضرورت ہے جس میں چھوٹی رقوم جمع کرانے والوں کے لیے سادہ طریقہ کار اور دوستانہ ماحول کے ساتھ کام کیا جائے۔ علاوہ ازیں اسکول/کالج کے طلبہ کے لیے بچت اسکیمیں بھی اوائل عمر سے ہی بچت کی عادت ڈالنے میں معاون ہوسکتی ہیں۔

سرمایہ کاری

معیشت میں شرح نمو کی پائیدار رفتار مالی سال 2007ء کے دوران سرمایہ کاری کی ریکارڈ سطح سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اس سال مجموعی سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کے مابین تناسب بڑھ کر 23 فیصد ہوگیا جو تاریخی ریکارڈ ہے اور پچھلے سال کی شرح 21.7 فیصد اور اس سال کے ہدف 21.5 فیصد سے خاصا زیادہ ہے۔

یہ متاثر کن کارکردگی ملکی طلب کی مسلسل زیادتی، غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری[3] اور پی ایس ڈی پی میں خاطر خواہ اضافے کا نتیجہ ہے۔

حقیقی طور پر مجموعی سرمایہ کاری میں 20.6 فیصد کا اضافہ ہوا جو پاکستان میں ریکارڈ کی جانے والی بلند ترین شرح نمو ہے۔ مسلسل تین برسوں تک حقیقی سرمایہ کاری میں دس فیصد سے زیادہ کی نمو کی بھی پاکستان میں اس سے پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ حقیقی سرمایہ کاری میں مسلسل اضافے سے اس نقطہ نظر کو تقویت ملتی ہے کہ نمو کی موجودہ رفتار طویل عرصے تک جاری رہ سکتی ہے۔ تاہم دوسرے دور کی اصلاحات کے مؤثر نفاذ، ادارہ سازی پر توجہ مرکوز کرنے اور نظم ونسق میں بہتری لانے کی ضرورت موجود ہے تاکہ کاروبار کرنے کی لاگت آنے والے برسوں میں خاصی کم کی جاسکے۔

1.3.2 قیمتیں

مالی سال 2007ء کے ابتدائی مہینوں میں ملکی معیشت پر گرانی کے دباؤ میں نمایاں کمی ہوئی اور یہ اس مدت کے دوران گزشتہ سال کے مقابلے میں گرانی کو پست سطح پر لانے میں معاون ثابت ہوئی۔ قیمتوں کے تمام اشاریوں سے ظاہر ہونے والی گرانی میں واضح کمی غیر غذائی اشیا کے نرخوں کی کمزور نمو کے اثرات کو ظاہر کرتی ہے۔ غیر غذائی اشیا کی گرانی میں کمی ان پالیسیوں پر مؤثر عملدرآمد کی وجہ سے ہوئی جو معیشت میں طلب کا دباؤ کم کرنے کے لیے اختیار کی گئی تھیں۔

ان کامیابیوں کے باوجود مالی سال 2007ء کے دوران گرانی کی صورتحال مایوس کن تصویر پیش کرتی ہے کیونکہ اوسط سالانہ گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 7.8 فیصد رہی جو 6.5 فیصد کے مقررہ ہدف سے خاصی زیادہ ہے۔ گرانی کے سالانہ ہدف کے حصول میں ناکامی کی وجہ غذائی نرخوں کی گرانی میں غیر متوقع طور پر ہونے والا مسلسل اضافہ ہے۔ اس صورتحال نے طلب کے انتظام کی پالیسیوں اور تیل کے لیے حکومتی زراعانت سے حاصل کردہ فوائد کے مثبت اثرات کو بڑی حد تک زائل کردیا۔ تاہم تیل پر حکومتی زراعانت سے عالمی سطح پر تیل کی قیمتوں کے ملکی معیشت پر منفی اثرات کو جزوی طور پر کم کرنے میں مدد ملی تھی۔

1.3.3 سرکاری مالیات

مالی سال 2007ء کے دوران بلاواسطہ ٹیکس اور غیر ٹیکس وصولیوں میں اضافے کے باوجود مالی خسارے میں جی ڈی پی کے تناسب سے 4.3 فیصد کا اضافہ ہوا جو اپنے ہدف 4.2 فیصد سے زیادہ تھا۔ مالی سال 2006ء اور 2007ء میں نسبتاً زیادہ مالیاتی خسارے کی وجہ زلزلے سے متاثرہ علاقوں میں امدادی سرگرمیوں پر آنے والا بھاری خرچ تھا۔ مالی سال 2007ء میں جاری اخراجات کی بلند نمو کی وجہ سے بھی خسارہ زیادہ ہوا۔[4]

جاری اخراجات میں بھاری اضافے اور قرضوں کی ادائیگی کی لاگت کے تیزی سے بڑھنے کے باعث محاصل میں خاطر خواہ بڑھوتری کے اثرات زائل ہوگئے۔ سی بی آر نے مقررہ ہدف سے 22.9 فیصد زائد ٹیکس وصول کیے جس کے نتیجے میں ٹیکس بلحاظ جی ڈی پی کا تناسب مالی سال 2007ء میں 10.2 فیصد ہوگیا جو گزشتہ سال کے 9.9 فیصد کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ سی بی آر کی جانب سے ٹیکس وصولیوں میں اضافے کی وجہ مالی سال 2007ء کے دوران بلاواسطہ ٹیکسوں کی وصولی میں ہونے والا 48.2 فیصد کا غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ تاہم بالواسطہ ٹیکسوں کی خراب کارکردگی نے اس بڑھوتری کے اثرات کو جزوی طور پر کم کردیا۔ زیادہ ٹیکس اکٹھا ہونے کے ساتھ غیر ٹیکس محاصل میں بھی 26.2 فیصد کی سال بسال نمو ہوئی۔

ٹیکسوں کی شاندار وصولی کو غیر ٹیکس محاصل میں 26.2 فیصد (سال بسال) اضافے کی معاونت بھی حاصل رہی۔ اس کی اہم وجہ اسٹیٹ بینک کو حاصل ہونے والا 69.2 ارب روپے کا منافع ہے جو مالی سال 2006ء کی غیر ٹیکس وصولیوں سے چار گنا زیادہ ہے۔ مزید برآں، تیل وگیس پر ترقیاتی سرچارجز، سودی آمدنی اور دفاعی خدمات سے حاصل کردہ

[3] تفصیلات کے لیے سیکشن 7.3.2 دیکھئے۔

[4] زلزلہ زدگان کی امداد اور آبادکاری کے اخراجات منہا کرنے سے بہتر تصویر ابھرتی ہے جس میں مالی سال 2007ء کا مجموعی مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا صرف 3.9 فیصد رہ جاتا ہے جو پچھلے سال کے خسارے 3.8 فیصد سے معمولی زیادہ ہے۔

آمدن نے بھی غیر ٹیکس وصولیوں کی نمو میں قابل ذکر کردار ادا کیا ہے۔

مالی سال 2007ء میں 377.5 ارب روپے کے مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کے لیے اندرونی و بیرونی وسائل پر انحصار کیا گیا۔ بیرونی مالکاری کے اہم ذرائع میں مختلف پروگرامز کے تحت حاصل کردہ قرضے/اجناسی امداد، منصوبہ جاتی امداد اور بانڈز کے اجرا کے ذریعے سرمائے کی عالمی منڈی سے قرض گیری شامل ہیں۔حکومت نے اندرونی ذرائع سے 177.8 ارب روپے حاصل کیے۔ مالی سال 2006ء میں بھی یہ اسی سطح پر تھے۔ تاہم اندرونی ذرائع سے مالکاری میں ترکیبی تبدیلی دیکھی گئی ہے کیونکہ حکومت نے مالی سال 2006ء کے دوران نجکاری سے حاصل کردہ 97 ارب روپے کے بڑے حصے کو خسارہ پورا کرنے کے لیے استعمال کیا جبکہ مالی سال 2007ء میں یہ صرف 19 روپے تھے۔

1.3.4 زری پالیسی اور بینکاری

اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے مالی سال 2007ء کے دوران سخت زری پالیسی کو برقرار رکھا۔ یہ پالیسی معیشت پر مجموعی طلب کے دباؤ کو معتدل بنانے میں معاون ثابت ہوئی، کیونکہ یہ دباؤ ستمبر 2004 سے جاری سخت زری پالیسی کے باوصف موجود تھا جس کا اظہار مالی سال 2006ء کے بیشتر عرصے میں رہنے والی مہنگائی سے بھی ہوتا ہے۔

مالی سال 2006ء میں 7.9 فیصد گرانی کی بلند سطح کے مقابلے میں مالی سال 2007ء کے لیے گرانی کا ہدف 6.5 فیصد مقرر کیا گیا تھا۔ تاہم اس سال زری انتظام اسٹیٹ بینک کے دہرے مقاصد یعنی قیمتوں میں استحکام اور بلند معاشی شرح نمو کی وجہ سے پیچیدہ تھا جنہیں حاصل کرنے کی خاطر یہ ضروری تھا کہ اسٹیٹ بینک مالی سال 2007ء میں زری ماحول کو اتنا سخت نہ کردے کہ جس سے حقیقی خام ملکی پیداوار کی نمو اپنے مقرر کردہ ہدف سے زیادہ انحراف کر جائے۔

اس پس منظر میں مالی سال 2007ء کے زری پالیسی فریم ورک کے تحت زری توسیع (زر2) کے ہدف کو 13.5 فیصد کردیا گیا جبکہ مالی سال 2006ء کے دوران زر کا پھیلاؤ 15.1 فیصد تھا۔ ساتھ ہی ساتھ برآمدات میں ہونے والی مسلسل کمی کے پیش نظر اسٹیٹ بینک کی جانب سے ٹیکسٹائلز اور دیگر حساس برآمدی شعبوں کو جزوی تحفظ فراہم کرنے کے لیے اقدامات بھی کیے گئے۔

زرِ توسیع کے ہدف کے حصول کی خاطر اسٹیٹ بینک نے پہلے تو بینکوں کے لیے مطلوبہ نقد محفوظ میں اضافہ کیا اور پھر اپنا پالیسی ریٹ 50 بیسس پوائنٹس بڑھا کر 9.5 فیصد کردیا۔ اس کے ساتھ ہی اسٹیٹ بینک نے بین البینک منڈی سے اضافی سیالیت خارج کرنے کے لیے اقدامات بھی کیے اور مالی سال 2007ء کے بیشتر عرصے میں شبینہ شرح سود کو ڈسکاؤنٹ ریٹ سے ہم آہنگ رکھا گیا۔ مزید برآں برآمدی مالکاری اسکیم کے نرخوں میں کمی کے ذریعے برآمدکنندگان کو اعانت بھی فراہم کی گئی۔ اس کے علاوہ حالیہ برسوں میں معیشت کے اہم شعبوں کے لیے قرض تبادلے (Debt-Swap) کی سہولت کے باعث سرمایہ کاری کے لیے حاصل کردہ قرضوں کی لاگت میں بھی خاصی کمی واقع ہوگئی ہے۔

مالی سال 2007ء میں اسٹیٹ بینک کی زری پالیسی کے باعث معیشت کے بعض شعبوں میں مجموعی طلب کا دباؤ کم ہوا جس کی عکاسی نجی شعبے کے قرضہ جات میں ہونے والی نمایاں کمی سے ہوتی ہے۔ کور گرانی (غیر غذائی غیر توانائی) میں کمی کا رجحان مجموعی طلب میں کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ زری سخت گیری کوئی زیادہ بھی نہیں رہی تھی کیونکہ مالی سال 2007ء میں حقیقی مجموعی ملکی پیداوار کے ہدف کو بآسانی حاصل کرلیا گیا۔ دوسری طرف بین البینک منڈی میں سیالیت کے سخت حالات کے ذریعے سٹے اور غیر پیداواری مقاصد کے لیے قرضوں کی طلب میں بھی کمی رہی۔ اس تناظر میں یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ قائم سرمایہ کاری کے لیے قرضہ جات کی طلب مالی سال 2007ء کے دوران مستحکم رہی۔ حتیٰ کہ جاری سرمائے کے قرضہ جات میں سست روی کا عرصہ بھی مختصر رہا (کیونکہ سال کے دوران چند ساختی عوامل نے ان قرضوں کی رسد اور طلب کو محدود کردیا تھا)۔

بدقسمتی سے مالی سال 2007ء میں معیشت پر مجموعی طلب کے دباؤ میں سست رفتاری کا اثر صارف اشاریہ قیمت میں کمی کا باعث نہ بن سکا۔ اوسط گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت سالانہ ہدف سے 1.3 فیصدی درجے زیادہ رہی۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ معیشت کے بعض شعبوں میں مجموعی طلب کی نمو میں کمی سے حاصل کردہ فوائد غذائی گرانی میں غیر متوقع اضافے کے نتیجے میں بڑی حد تک زائل ہوگئے بالخصوص مالی سال 2007ء کی دوسری ششماہی کے دوران یہ صورت رہی۔ اگر مالی سال 2007ء میں غذائی گرانی اپنی اوسط سطح

(یعنی 6.9 فیصد) کو برقرار رکھتی تو اس صورت میں گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 6.5 فیصد سالانہ کا مقررہ ہدف حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکتی تھی۔

مالی سال 2007ء کے آخری مہینے میں زری مجموعوں میں بے ترتیب اضافہ بھی زری پالیسی کا ایک اہم مسئلہ رہا جس کا سبب بیرونی وصولیوں میں اضافہ تھا۔ نتیجتاً زر2 کی نمو اپنے سالانہ ہدف سے 5.8 فیصدی درجے کے اضافے سے 19.3 فیصد تک پہنچ گئی۔ چونکہ زری مجموعوں کی نمو میں تیزی مالی سال 2007ء کے آخری مہینے میں ہوئی تھی اس لیے مالی سال 2007ء کی گرانی میں اس کا حصہ معمولی ہوسکتا ہے لیکن مالی سال 2008ء کی گرانی پر زیادہ اثر انداز ہوسکتی ہے۔ اس وجہ سے جولائی 2007ء میں مرکزی بینک نے اس کی درستی کے لیے زری پالیسی اقدامات کیے۔

زر2 کے ہدف سے انحراف کا اہم سبب حکومتی قرض گیری تھی۔ بالخصوص جون 2007ء میں بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں اضافہ دیکھا گیا[5] جو حکومت کے میزانیہ اخراجات کے لیے بیرونی مالکاری کی ضروریات کو ظاہر کرتا ہے (جیسے یوروبانڈز اور عالمی امانتی وصولیاں، امریکی امداد، کثیر طرفہ قرضہ جات اور نقل وحمل میں اعانت کے عوض ہونے والی وصولیاں)۔ صورتحال کو صحیح زاویے سے یوں دیکھا جاسکتا ہے کہ مالی سال 2007ء میں مئی تا جولائی زر2 کی نمو 14.1 فیصد تھی جو 14.7 فیصد کی نامیہ خام ملکی پیداوار کی نمو سے کم تھی۔ اس سے یہ حقیقت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اگر مالی سال 2007ء کے زری پالیسی فریم ورک میں بیرونی شعبے کی میزانیہ جاتی مالکاری کا صحیح حساب رکھا جاتا تو زر2 کی نمو اپنے مقررہ ہدف سے بہت کم رہتی۔

اگرچہ گرانی کے تناظر میں دیکھنے پر عمومی زری اظہاریے چند خدشات کو جنم دیتے ہیں تاہم مالی سال 2007ء کے دوران مالی نظام میں بہتری کا عمل جاری رہا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اگرچہ شرح سود میں ہونے والے اضافے نے قرضوں کے معیار پر اثرات مرتب کیے ہیں تاہم اس کے نتیجے میں بینکوں کے مالی استحکام پر اثر نہیں پڑا جس کی وجہ پراوژننگ کی سخت شرائط اور ادا شدہ سرمائے کی زیادہ شرح تھی۔ نا صرف یہ کہ بینکوں کے پاس سرمائے کی مناسب مقدار موجود رہی بلکہ ان کے مالی اثاثوں کا معیار بھی بہتر رہا جس کا ایک پیمانہ مسلسل کم ہوتی ہوئی غیر ادا شدہ قرضوں (NPLs) کی شرح بھی ہے۔

1.3.5 ملکی وغیر ملکی قرضہ جات

ملک کے مجموعی قرضہ جات اور واجبات کے ذخیرے میں مالی سال 2006ء کی نسبت مالی سال 2007ء میں 10 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا اور یہ بڑھ کر 5,023 ارب روپے پر پہنچ گیا۔ مجموعی قرضہ جات و واجبات میں بڑھوتری کا سبب بننے والے اہم اجزا میں ملک کے جاری حسابات کے خسارے کی بلند ہوتی سطح اور بھاری مالیاتی خسارہ شامل ہیں جنہوں نے مالکاری کی ملکی ضروریات میں اضافہ کردیا۔ تاہم مجموعی قرضہ جات اور واجبات میں اضافے کے باوجود ان کے جی ڈی پی سے تناسب میں کمی کا رجحان برقرار رہا جو اس حقیقت کی عکاسی کرتا ہے کہ ملک قرضے واپس کرنے کی بہتر اہلیت رکھتا ہے۔ مالی سال 2007ء میں یہ تناسب ''مالیاتی ذمہ داری اور قرضہ جاتی حد بندی ایکٹ 2005ء'' کے تحت مقررہ 60 فیصد کے ہدف سے خاصا نیچے رہا جسے حاصل کرنے کے لیے 2013ء کا سال مقرر کیا گیا تھا۔

مالی سال 2007ء کے دوران پاکستان کے ملکی قرضوں میں تیزی سے اضافہ ہوا اور ان میں 11.9 فیصد نمو ریکارڈ کی گئی جو گزشتہ چار برسوں کے دوران ہونے والی 7.7 فیصد کی اوسط نمو کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ قرضوں کے ذخیرے کے بڑھنے کی بڑی وجہ تغیر پذیر قرضے کی نمو ہے جو مالی سال 2007ء کے دوران ملکی قرضوں میں تقریباً دوتہائی اضافے کا باعث بنے۔ قلیل مدتی قرضہ جات کا حصہ بھی بڑھتا رہا اور یہ مالی سال 2007ء میں 43 فیصد تک پہنچ گیا۔ قلیل مدتی قرضوں کا حصہ بڑھنے سے سود کی شرحوں میں قلیل مدتی تبدیلیوں سے نقصان پہنچنے کا احتمال بڑھ جاتا ہے جس سے آئندہ قرضوں کا انتظام دشوار ہوجاتا ہے۔ مالی سال 2007ء کا ایک اہم پہلو ملکی قرضہ جات پر سود کی ادائیگیوں میں 57.1 فیصد کا اضافہ ہے۔ یہ اضافہ زیادہ تر بلند لاگت والی زیرو کوپن دستاویزات (ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس) کی میعاد پوری ہونے سے ہوا جو 1990ء کی دہائی میں جاری کیے

[5] جون 2007ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے خالص غیر ملکی اثاثوں میں تیزی سے اضافہ زر بنیاد میں اتنے اضافے کا باعث نہیں بنا۔ اس کی وجہ (1) حکومت کی جانب سے اسٹیٹ بینک کے قرضوں کی واپسی (2) اسٹیٹ بینک کے تعدیل زر کے اقدامات تھے۔ جون 2007ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے خالص غیر ملکی اثاثوں (159.1 ارب روپے) میں اضافے کا زر بنیاد کی نمو پر اثر جزواً حکومت کی طرف سے اسٹیٹ بینک کے 80.6 ارب روپے کے قرضے لوٹانے اور جزواً اسٹیٹ بینک کی جانب سے اسی مہینے کے دوران 61.8 ارب روپے مالیت کی حکومتی سیکورٹیز کی ریپو فروخت کی بنا پر کم ہوگیا۔

گئے تھے۔

مالی سال 2007ء میں پاکستان کا بیرونی قرضہ جات اور واجبات کا ذخیرہ بڑھ کر 40.1 ارب ڈالر تک پہنچ گیا جو مالی سال 2006ء سے 2.9 ارب ڈالر زائد ہے۔ عالمی امداد دہندگان، ایشیائی ترقیاتی بینک اور نئے یورو بانڈز کے اجرا سے ہونے والی آمد نقد بیرونی قرضہ جات اور واجبات (ای ڈی ایل) کے ذخیرے میں اضافے کا باعث بنی ہے۔ قرضہ جاتی ذخیرے کو بڑھانے میں نجی قرضوں کی آمد کا بھی قابل لحاظ حصہ رہا ہے۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ ای ڈی ایل کے ذخیرے میں اضافے کے باوجود ان کے جی ڈی پی سے تناسب میں بہتری آئی ہے۔ یہ بہتری پاکستان کی ساورن ریٹنگ کے بہتر ہونے کا باعث بنی ہے۔ موڈیز نے پاکستان کی غیر ملکی اور مقامی کرنسی بانڈ کی ریٹنگ مالی سال 2007ء میں B2 سے بڑھا کر B1 کر دی۔

مالی سال 2007ء میں پاکستان کی بیرونی قرضہ جات کے اسٹاک کی عرصیت میں بھی بہتری دیکھنے میں آئی۔ آمد نقد کا بڑا حصہ طویل مدتی عرصیت پر مبنی تھا جو 15 سے 40 سال تک تھی۔ آنے والے قرضوں کی عرصیت بہتر ہونے سے کسی حد تک ان قرضہ جات کی تغیر پذیر شرح سود کے اثرات کم ہو گئے۔

مالی سال 2007ء کے دوران نئے آمد نقد کا 62.5 فیصد حصہ تغیر پذیر شرح سود پر مشتمل تھا۔ اس میں 75 کروڑ امریکی ڈالر مالیت کے یورو بانڈز کا اجرا اور ایشیائی ترقیاتی بینک سے آمد نقد کا بڑا حصہ شامل ہے۔ مجموعی قرضہ جات کے ذخیرے میں اس نوع کی آمد نقد کے بڑھتے ہوئے حصے کو مدنظر رکھتے ہوئے ضرورت اس امر کی ہے کہ مستقبل میں ملک کے ذمے واجب الادا قرضہ جاتی بوجھ کے انتظام میں انتہائی احتیاط سے کام لیا جائے۔ متغیر شرح کے قرضہ جات کا بڑا حصہ ہونے کے باعث ایسی شرح ہائے سود میں مضر تبدیلی ملک کے لیے قرضوں کی ادائیگی کے بوجھ کو بڑھا سکتی ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ آنے والے برسوں میں ملک کو قرضوں کی ادائیگی کے بھاری بوجھ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے کیونکہ (1) مالی سال 2008ء سے پیرس کلب کے ری شیڈول کیے جانے والے غیر او ڈی اے قرضوں کی ادائیگی دوبارہ شروع ہو جائے گی، اور (2) مالی سال 2004ء میں جاری کیے یورو بانڈ اور مالی سال 2005ء میں جاری کیے گئے سکوک بالترتیب مالی سال 2009ء اور 2010ء میں عرصیت پوری کر لیں گے۔ علاوہ ازیں حال ہی میں جاری کردہ مختلف یورو بانڈ پر سود کی ادائیگی آنے والے برسوں میں قرضہ جات کی ادائیگی کے بوجھ میں اضافہ کرے گی۔ چنانچہ قرضہ جات کی ادائیگی کی صلاحیت برقرار رکھنے کے لیے ملک کی زرمبادلہ کی آمدن خصوصاً برآمدی آمدن کو تیزی سے بڑھانا ہوگا۔

1.3.6 بیرونی شعبہ

ادائیگیوں کا توازن

جاری حسابات کے خسارے کی نمو میں سست روی اور بیرون ملک سے سرمایہ کاری کی آمد میں ریکارڈ اضافے کے نتیجے میں پاکستان کے بیرونی حسابات میں خاطرخواہ بہتری آئی اور مالی سال 2007ء میں ان حسابات کے تحت فاضل رقم 3.7 ارب امریکی ڈالر ہو گئی جبکہ مالی سال 2006ء میں یہ 1.3 ارب ڈالر تھی۔ مالی سال 2007ء میں جاری حسابات کے خسارے میں اعتدال کا اہم سبب درآمدات کی نمو میں تیزی سے ہونے والی کمی (جس نے برآمدات میں غیر متوقع کمی کی تلافی کر دی) اور ترسیلات زر میں مسلسل اضافہ ہے (جن سے سرمائے پر آمدنی کے بیرون ملک بہاؤ کی جزوی تلافی ہوئی)۔

تیل کی گرتی ہوئی قیمتوں، اہم غذائی اشیا کی بہتر پیداوار اور پیداواری گنجائش میں اضافے کی رفتار میں سستی کے نتیجے میں برآمدات میں کمی متوقع تھی۔ تاہم مالی سال 2007ء کے دوران برآمدات کی غیر متوقع کمزوری کی بنا پر درآمدات میں کمی (8.1 فیصد)[6] کا تجارتی خسارے پر منفی اثر مرتب نہیں ہوا تھا۔ برآمدات کی شرح نمو مالی سال 2007ء میں کم ہو کر صرف 3.2 فیصد رہ گئی تھی۔ ٹیکسٹائل کے شعبے کی پست نمو مجموعی برآمدات میں کمی کے پیچھے کارفرما ایک اہم جز ہے لیکن غیر ٹیکسٹائل مینوفیکچرنگ اور اجناس پیدا کرنے

[6] ادائیگیوں کے توازن میں درآمدات و برآمدات کے اعداد و شمار اسٹیٹ بینک کے مرتب کردہ زرمبادلہ کے ریکارڈ پر مبنی ہیں۔

والے شعبے کی برآمدات کے نچلی سطح پر آجانے کے باعث صورتحال کی سنگینی میں مزید اضافہ ہوا۔

مالی سال 2007ء میں نجی غیر ملکی سرمایہ کاری میں متاثر کن اضافے سے جاری حسابات کے بڑھتے ہوئے خسارے کے اثرات کو معتدل بنانے میں مدد ملی۔ بالخصوص مالکاری حسابات کے تحت فاضل رقم جو مالی سال 2006ء میں 5.8 ارب امریکی ڈالر تھی، مالی سال 2007ء میں ریکارڈ اضافے کے ساتھ بڑھ کر 10.1 ارب امریکی ڈالر ہوگئی۔

مالکاری حسابات میں یہ بہتری قرضہ جات کے بجائے ایکویٹی کے تحت بھاری رقوم کی آمد کے باعث ممکن ہوئی۔ بیرونی حسابات میں خاطر خواہ اضافے سے مستفید ہوتے ہوئے سال 2007ء میں پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر میں 2.5 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 2006ء کے دوران اس میں 52 کروڑ 40 لاکھ ڈالر تک بڑھوتری ممکن ہوئی تھی۔

مالی سال 2007ء میں پاکستانی روپے نے امریکی ڈالر کے مقابلے میں ملے جلے رجحان کا مظاہرہ کیا۔ پہلی ششماہی میں اس کی قدر میں 1.14 فیصد کی کمی ہوئی اور دوسری ششماہی میں 0.81 فیصد اضافہ ہوا۔ پہلی ششماہی میں بڑھتا ہوا تجارتی خسارہ روپے کی قدر میں تخفیف کا باعث بنا جبکہ دوسری ششماہی میں سرمائے کی آمد سے روپیہ اپنی کھوئی ہوئی قدر کو واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ یوں پورے مالی سال 2007ء کے دوران روپے کی قدر میں 0.31 فیصد کی تخفیف ریکارڈ کی گئی۔

تجارتی حسابات

اگرچہ گزشتہ چار سال کے دوران درآمدات اور برآمدات میں نمو کے درمیان وسیع فرق رہا ہے تاہم مالی سال 2007ء کے دوران یہ فرق کم ہوا۔ درآمدات کی شرح نمو جو مالی سال 2006ء میں 38.7 فیصد تھی، مالی سال 2007ء میں کم ہو کر صرف 6.9 فیصد[7] رہ گئی۔ لیکن درآمدات کی شرح نمو میں یہ کمی تجارتی خسارے کو کم کرنے میں معاون ثابت نہیں ہوسکی کیونکہ برآمدات کی شرح نمو جو گزشتہ چار سال میں اوسطاً 15.9 فیصد تک رہی تھی، مالی سال 2007ء میں کم ہو کر صرف 3.4 فیصد رہ گئی۔ نتیجتاً تجارتی خسارہ مالی سال 2007ء کی بلند ترین سطح 13.5 ارب امریکی ڈالر تک پہنچ گیا۔ مزید برآں اگر ہم تجارتی خسارے کا تقابل معیشت کے حجم سے کریں تو یہ مالی سال 2006ء میں 9.46 فیصد کی انتہائی ریکارڈ سطح پر تھا اور مالی سال 2007ء میں معمولی کمی کے بعد 9.31 فیصد پر آ گیا۔

درآمدات کی نمو میں وسیع البنیاد کمی کے اسباب میں (1) تیل کے عالمی نرخوں میں کمی (2) اضافی طلب کا کم ہونا (3) آٹو موبائل اور ٹیلی کمیونیکیشن کے شعبوں میں آزادانہ پالیسی کے اثرات کا آہستہ آہستہ معمول پر آنا، اور (4) چینی اور گیہوں جیسی غذائی اشیا کی ملکی پیداوار میں اضافہ شامل ہیں۔

پاکستان میں معاشی پالیسیوں کی تشکیل میں برآمدات پر جتنی توجہ دی جاتی ہے اس کے لحاظ سے برآمدات کی نمو میں اچانک کمی باعث تعجب ہے[8]۔ برآمدات کی ناقص کارکردگی اس وقت اور زیادہ تشویشناک ہوجاتی ہے جب اسے ملکی[9] اور اہم عالمی منڈیوں میں شاندار معاشی نمو کے پس منظر میں دیکھا جائے۔ برآمدات کی نمو میں سست رفتاری وسیع البنیاد بھی تھی کیونکہ ٹیکسٹائل کی برآمدات پچھلے چار سال کے اوسط 14.4 فیصد سے گر کر مالی سال 2007ء میں 4.9 فیصد ہوگئی جبکہ غیر ٹیکسٹائل شعبوں کی برآمدات پچھلے چار سال کی اوسط 19.2 فیصد سے صرف 0.6 فیصد کم ہوئی۔

چاول، پھلوں اور کپاس کی خراب فصلوں کے علاوہ یورپی یونین کا مچھلی اور اس کی دیگر مصنوعات کی پاکستان سے درآمد پر پابندی عائد کرنا اور اس صنعت کے خصوصی مسائل مالی سال

---

[7] اس سیکشن میں تجارتی اعداد وشمار وفاقی محکمہ شماریات کے کسٹمز ریکارڈ پر مبنی ہیں۔

[8] برآمدی شعبے کو مختلف مالیاتی اور زری ترغیبات مہیا ہیں جیسے ٹیکس سے استثنا اور ری بیٹس اور ایکسپورٹ فنانس اسکیم اور برآمدی نوعیت کے طویل مدتی منصوبوں (LTF-EOP) کے تحت رعایتی مالکاری۔

[9] کچھ ماہرین کا کہنا ہے کہ جی ڈی پی کی نمو میں تعمیرات، مالیات و بیمہ، گلہ بانی اور پرچون کی تجارت جیسے غیر برآمدی شعبوں کے بڑھتے ہوئے حصے کی بنا پر جی ڈی پی اور برآمدات کا باہمی تعلق کمزور ہوا ہے۔

2007ء میں غیر ٹیکسٹائل برآمدات میں کمی کی بنیادی وجوہات ہیں۔ دوسری جانب ٹیکسٹائلز کی برآمدات میں کمی کے اسباب میں (1) آلودہ کپاس اور غیر ہنرمند افرادی قوت کے باعث ٹیکسٹائل مصنوعات کا پست معیار (2) زیادہ تر کم قیمت اشیا کی برآمدات (3) ملک میں بجلی کی بار بار بندش (4) یورپی یونین میں بیڈ ویئر کی برآمدات پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی اور جی ایس پی سہولت کی جزوی بحالی جیسے خصوصی مسائل شامل ہیں۔

مزید برآں ٹیکسٹائل کی صنعت کے لیے اہمیت کی حامل کپاس کی قیمتوں میں اضافے، یورپی یونین اور امریکہ کی جانب سے 2008ء میں چین کی مخصوص ٹیکسٹائلز مصنوعات پر حفاظتی اقدامات کے خاتمے اور ویت نام کے عالمی تجارتی تنظیم سے الحاق بعض ایسے عوامل ہیں جن کے باعث پاکستان کی ٹیکسٹائل صنعت کو آنے والے وقت میں مزید سخت مسابقت کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔ اگرچہ کپاس کے بڑھتے ہوئے نرخوں کے باعث پاکستان میں پیداواری لاگت دوسرے حریف ملکوں کی نسبت بڑھنے کا امکان نہیں ہے کیونکہ کپاس کی قیمتیں دوسرے ملکوں میں بھی بڑھ رہی ہیں لیکن پھر بھی امریکہ اور یورپی یونین کو پوشاک اور آرائشی مصنوعات کی برآمدات کم ہوسکتی ہیں جس کی وجہ چینی مصنوعات ہیں جن پر امریکہ اور یورپی یونین کی طرف سے پابندیاں ختم ہوچکی ہیں۔

تیل کے عالمی نرخوں میں غیر یقینی کیفیت، اجناس کے بڑھتے ہوئے نرخ، چین کی جانب سے پاکستان کے ٹیلی کام شعبے میں سرمایہ کاری کے بعد درآمدات میں متوقع اضافہ اور بجلی پیدا کرنے کی بھاری مشینری کی مانگ میں اضافہ درآمدی بل پر دباؤ ڈال سکتے ہیں۔ تاہم وافر مقدار میں پانی میسر ہونے کی صورت میں آبی بجلی کی پیداوار میں بڑھوتری اور تیل سے پیدا ہونے والی بجلی کی استعداد محدود ہونے کے باعث تیل کی درآمد میں کمی واقع ہوسکتی ہے۔

باکس 1.1: غذائی گرانی پر بین الوزارتی کمیٹی کی سفارشات

مالی سال 2007ء میں پاکستان میں اشیائے خورد ونوش کی قیمتیں تیزی سے بڑھیں۔ حکومت نے اس مہنگائی کے اسباب کا جائزہ لینے اور اس کی روک تھام کے لیے اقدامات کرنے کے لیے ایک بین الوزارتی کمیٹی تشکیل دی۔ یہ کمیٹی اس نتیجے پر پہنچی کہ غذائی گرانی میں اضافے کا سبب چند اشیا کی مہنگائی ہے۔ ان میں سے کچھ اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ساختی نوعیت کا تھا جس میں مختلف عوامل شامل تھے جیسے بین الاقوامی گرانی جسے روکنے کے لیے حکومت قلیل مدت میں کچھ نہیں کرسکتی۔ چنانچہ کمیٹی نے قلیل مدت میں مہنگائی کے اثرات کو کم کرنے کے لیے کچھ اقدامات نیز ساختی عوامل سے نمٹنے کے لیے پالیسیوں کی سفارش کی۔ اہم ترین سفارشات کا تعلق گندم، دالوں، شکر اور ڈیری مصنوعات سے ہے۔

گندم

☆ کمیٹی نے سفارش کی کہ کاشتکاروں کو موزوں منافع ضرور ملنا چاہیے تاکہ ملک گندم کی پیداوار میں خود کفیل ہوسکے۔ اس سلسلے میں کمیٹی نے تجویز دی ہے کہ حکومت کو امدادی قیمت (سپورٹ پرائس) فراہم کرنی چاہیے اور بہتر کاشتکاری کو فروغ دینا چاہیے تاکہ لاگت کم ہو۔

☆ وزارت خوراک، زراعت اور گلہ بانی کو صوبوں کے اشتراک سے پیداواریت بڑھانے اور لاگت گھٹانے کی پالیسیاں تشکیل دینے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

دالیں

☆ کمیٹی کی سفارش کے مطابق دالوں کی قیمت کو قابو میں رکھنے کے لیے منڈی کی قیمت پر دالوں کی فاضل مقدار حاصل کرنے اور بعد میں اسے منڈی میں باقاعدگی سے بھیجنے کی پالیسی اختیار کی جانی چاہیے تاکہ نرخ مستحکم رہیں اور سٹہ باز فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

☆ کاشت سے پہلے کاشتکاروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے مہم تشکیل دی جائے۔ اس میں تصدیق شدہ بیجوں کی فراہمی کے ساتھ ترغیبات اور سپورٹ پرائس یا مارکیٹ پرائس پر مارکیٹنگ میں مدد دینے کا اعلان شامل ہے۔

☆ ملک میں چنے کی کل کھپت کا کم از کم 25 فیصد حکومت خریدلے اور سال بھر اس کی قیمت کو غیر ضروری طور پر بڑھنے سے روکنے کے لیے مداخلت کی جائے۔

☆ وزارت خوراک، زراعت اور گلہ بانی سے کہا گیا ہے کہ وہ ماش اور مسور پر خاص طور پر توجہ مرکوز کرے اور پیداوار کو منڈی میں لانے کو نیز کاشتکاروں کو منافع پہنچنے کو یقینی بنائے۔

☆ وزارت خوراک، زراعت اور گلہ بانی کو طلب ورسد کے اوقات کی پیشگوئی، خصوصی فنڈنگ ونڈو اور کاشتکاری میں بہتری لانے کی ترغیبات کے لیے صوبوں سے مل کر کام کرنے اور اس سلسلے میں حکمت عملی ترتیب دینے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

شکر

☆ کاشتکاروں کو کم از کم امدادی قیمت کی ضمانت لازماً ملنی چاہیے۔

☆ صوبوں اور وفاقی حکومت کو ہر سال 15 ستمبر تک متعلقہ فریقوں کی مشاورت سے گنے اور شکر کے بارے میں پالیسی بنالینی چاہیے۔

☆ مارچ کے آخر تک شکر کے سیزن کا تعین ہو جانے تک شکر کو درآمد نہ کیا جائے۔ تاہم شکر کی انتہائی مہنگائی کی صورت میں یہ شرط لاگو نہ کی جائے۔

☆ مقامی ملوں سے خریداری یا درآمد کے ذریعے شکر ذخیرے میں رکھی جائے اور جب شکر مہنگی ہو تو یہ ذخیرہ استعمال کیا جائے۔

گلہ بانی

☆ بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو واپس آنے کی ترغیب دے کر اور انہیں اس شعبے میں معلومات کے فقدان کو دور کرنے کے لیے استعمال کر کے ہی کوئی بڑی تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ حکومت کو تحقیق کے بہتر طریقوں کے لیے سہولتیں دینی چاہئیں اور چارے کا، جو بہت مہنگا ہے، متبادل فراہم کرنے چاہئیں۔